ختم نبوت از احادیث

علامہ محمود احمد رضوی

حدیث اول: وَعَنْ ثَوْبَانَ اِلٰی قَوْلِهٖ اِنَّهٗ سَيَكُوْنَ فِیْ اُمَّتِیْ كَذَّابُوْنَ ثَلاثُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لا نَبِیَّ بَعْدِیْ (ابو داوٗد' ترمذی' مشکوۃ' کتاب الفتن)

ترجمہ: ضرور میری امت میں تیں کذاب (جھوٹے) پیدا ہوں گے ہر ایک ان میں سے نبوت کا دعویٰ کرے گا حالانکہ میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں میرے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔

معلوم ہوا کہ امت محمدیہ میں جو شخص مدعی نبوت ہو وہ کذاب ہے جیسا کہ مرزا غلام احمد وغیرہ۔

اعتراض: مرزائی کہتے ہیں کہ حدیث میں تیں کی تعیین کی گئی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں کچھ سچے بھی آئیں گے۔

جواب اوّل: یہ احتمال ناشی عن الدلیل نہیں اس لیے مردود ہے نیز اس کے متعلق حدیث کے یہ الفاظ کافی ہیں۔ لا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔

اعتراض: سین فعل مضارع پر داخل ہو کر استقبال کے معنوں میں کر دیتا ہے اس صورت میں اس حدیث کے معنے یہ ہوں گے کہ وہ کذاب وغیرہ عنقریب پیدا ہوں گے۔

جواب اوّل: اس امر کا تو مرزا قادیانی کو بھی اعتراف ہے کہ وہ دجال قیامت کے قریب تک ہوں گے۔ کیا مرزا قادیانی علوم عربیہ سے نابلد تھا۔ چنانچہ لکھتا ہے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ دنیا کے آخر تک تیں کے قریب دجال پیدا ہوں گے (ازالہ اوہام ص ۱۹۹)

جواب ثانی: اس میں شک نہیں کہ سین فعل مضارع پر داخل ہو کر اس کو مستقبل قریب کے معنے میں کر دیتا ہے مگر حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ کاذب حضور ﷺ کے زمانہ کے ساتھ فوراً ہی آجائیں گے اس لیے کہ قرب و بعد امور اضافیہ میں سے ہیں۔ ایک چیز ایک شخص کی نظروں میں قریب ہوتی ہے اور دوسرے کی نظروں میں بعید۔ جیسا کہ حضور پر نور ﷺ نے ایک دفعہ اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو ملا کر فرمایا اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ (یعنی قیامت میں اور مجھ میں اس طرح

اتصال ہے) تو جس طرح حضورﷺ کی بالغ نظری کے لحاظ سے قیامت قریب ہے اور ہماری کم نگاہی کے لحاظ سے بعید ایسے ہی ان کذابوں کا آنا حضورﷺ کے لحاظ سے بالکل قریب اور ہمارے لحاظ سے بعید۔ اس قسم کی مثالیں قرآن مجید میں بکثرت موجود ہیں۔ **سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ** ترجمہ: عنقریب وہ (مرزائی وغیرہ) جہنم میں ذلیل ہوتے ہوئے داخل ہوں گے **فَسَیَحْشُرُهُمْ اِلَیْهِ جَمِیْعًا** عنقریب ان کو اپنی طرف اکٹھا کرے گا **وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا**۔ عنقریب ظالم لوگ جان لیں گے دیکھئے ان آیات میں سین فعل مضارع پر داخل ہوا ہے اور قیامت کا ذکر ہے اس جگہ بھی قیامت کی نسبت جب ذات واجب الوجود کی طرف جائے تو قیامت بالکل قریب ہے اور اگر ہماری طرف کی جائے تو بعید۔

اعتراض: یہ دجال آج سے پہلے پورے ہو چکے ہیں جیسا کہ اکمال الاکمال میں لکھا ہے

جواب: صریح حدیث کے مقابل اکمال الاکمال والے کا ذاتی خیال سند نہیں حدیث میں قیامت کی شرط ہے بعض دفعہ انسان ایک چھوٹے دجال کو بڑا سمجھ لیتا ہے اسی طرح انہوں نے تعداد پوری سمجھ لی۔ حالانکہ مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت نے وضاحت کر دی کہ ابھی اس کی تعداد میں کمی ہے۔

اعتراض: اس حدیث کو حج الکرامہ میں حافظ ابن حجرؒ نے ضعیف لکھا ہے۔

جواب: یہ سراسر دروغ بے فروغ ہے لیجئے ہم حافظ ابن حجر کی اصل کتاب کی عبارت جس کا حوالہ دیا گیا ہے پیش کرتے ہیں۔ **وَفِیْ رِوَایَةِ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ وَ عِنْدَ الطِّبْرَانِیْ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَخْرُجَ سَبْعُوْنَ كَذَّابًا وَسَنَدُهٗ ضَعِیْفٌ وَعِنْدَ اَبِیْ یَعْلٰے مِنْ حَدِیْثِ اَنَسٍ نَحْوَهٗ وَسَنَدُهٗ ضَعِیْفٌ اَیْضًا**۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری، مطبوعہ دہلی جز و ۲۱، ص ۵۶۴)

طبرانی میں عبداللہ ابن عمر کی ستر دجال والی حدیث کی سند ضعیف ہے اور ایسا ہی ابویعلٰی میں جو انسؓ کی روایت ستر دجال والی ہے وہ ضعیف ہے حاصل یہ ہے کہ حافظ ابن حجر نے ستر دجال والی روایت کو جو دو طریق سے مروی ہے ضعیف لکھا ہے نہ کہ تیس دجال والی کو فائدہ اس حدیث میں حضور سید عالمﷺ نے مطلقاً مدعی نبوت کو کاذب فرمایا ہے۔ تشریعی یا غیر تشریعی کی کوئی قید نہیں اور علم اصول کا مشہور قاعدہ ہے **اَلْمُطْلَقُ یَجْرِیْ عَلٰی اِطْلَاقِهٖ** یعنی مطلق اپنے اطلاق اور عموم پر جاری رہتا ہے لہٰذا مرزائیوں کا مطلق کو مقید کرنا ان کی جہالت کی دلیل ہے۔

حدیث دوم

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِنَّهٗ قَالَ اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِيْنَتِهٖ

(شرح سنہ و احمد و مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آدم جس زمانہ میں گوندھی ہوئی مٹی کی ہیت میں تھے میں اس وقت بھی خدا کے نزدیک نبیوں کا ختم کرنے والا لکھا ہوا تھا۔

حدیث سوم

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِيْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَلَا فَخْرَ ۔

(رواہ الدارمی، مشکوۃ باب مذکورہ)

ترجمہ: میں قائد انبیاء ہوں میں خاتم الانبیاء ہوں یہ بات میں فخر سے نہیں کہتا (بلکہ اظہار حقیقت ہے)

حدیث چہارم

اِنَّ لِیْ اَسْمَاءً اَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا اَحْمَدُ اِلٰی قَوْلِهٖ وَاَنَا الْعَاقِبُ الَّذِیْ لَيْسَ بَعْدَهٗ نَبِیٌّ۔

بخاری و مسلم مشکوۃ باب اسماء النبی ﷺ۔ ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا میرے کئی نام ہیں۔ محمد ہوں، احمد ہوں عاقب ہوں اور عاقب سے مراد یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔

اعتراض: عاقب کے معنی جو حدیث میں بیان کیے گئے ہیں یہ راوی کا اپنا خیال ہے ورنہ یہ حدیث کے اپنے الفاظ نہیں۔

جواب: راوی کا ذاتی خیال نہیں یہ قطعاً غلط ہے بلکہ عاقب کے معنی خود آنحضرت نے کیے ہیں چنانچہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں وَفِیْ رِوَايَتِ سُفْيَانِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عِنْدَالتِّرْمَذِیْ وَغَيْرِهٖ بِلَفْظِ الَّذِیْ لَيْسَ بَعْدَهٗ نَبِیٌّ (فتح الباری جز ۴ ص ۳۱۴) ترجمہ: امام سفیان ابن عیینہ کی مرفوع حدیث میں امام ترمذی کے نزدیک یہ لفظ ہیں کہ میں عاقب ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔

حدیث پنجم

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فُضِّلْتُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ بِسِتٍّ اُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا وَّ اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّةً وَّخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ

(مسلم درباب مشکوۃ مذکورہ)

ترجمہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں چھ باتوں میں جملہ انبیا پر فضیلت دیا گیا ہوں مجھے کلمات جامع ملے (۲) میں رعب کے ساتھ فتح دیا گیا ہوں (۳) میرے لیے غنیمتیں حلال کی گئی ہیں (۴) تمام دنیا میرے لیے پاک مسجد بنائی گئی (۵) میں تمام مخلوقات کی طرف رسول بنایا گیا ہوں (۶) میرے ساتھ انبیاء ختم کیے گئے۔

حدیث ششم

کَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِیَاءُ کُلَّمَا هَلَکَ نَبِیٌّ خَلَفَهٗ نَبِیٌّ وَاِنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَسَیَکُوْنُ خُلَفَاءُ فَیَکْثُرُوْنَ

(بخاری ص ۴۱۱ ومسند احمد جلد۲ ص ۲۹۷' ابن ماجہ وغیرہ)

بنی اسرائیل کی عنان سیاست انبیاء کے ہاتھوں میں رہی۔ جب ایک نبی فوت ہوتا اس کا جانشین نبی ہی ہوتا مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ عنقریب خلفاء کا سلسلہ شروع ہوگا' پس بکثرت ہوں گے۔ اس حدیث کی تشریح قول مرزا سے یوں ہوتی ہے کہ وحی اور رسالت ختم ہوگئی۔ مگر ولایت وامامت وخلافت کبھی ختم نہ ہوگی۔

الخ (مکتوبات مرزا تشحیذ الاذہان)

اس حدیث میں نبوت غیر تشریعی کے انقطاع پر دوصریح قرینے موجود ہیں۔ پہلا قرینہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے بنی اسرائیل کے نبیوں کا ذکر فرمایا ہے۔ جو صاحب شریعت مستقلہ نبی نہ تھے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد سینکڑوں نبی آئے جو شریعت موسویہ کے متبع تھے اور ان نبیوں

کے متعلق آپؐ نے فرمایا کہ وہ بنی اسرائیل کے امور کا انتظام یکے بعد دیگرے فرماتے تھے۔ ان کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ اِنَّهٗ لاَ نَبِیَّ بَعْدِیْ یعنی میرے بعد کوئی نبی میری امت کے امور کا انتظام کرنے والا نہیں ہوگا۔ جیسا کہ انبیاء بنی اسرائیل اور وہ غیر مستقل ہوتے تھے۔ لہٰذا نبی غیر مستقل کی نفی کی تصریح ہوگئی۔ دوسرا قرینہ یہ ہے کہ حضورﷺ کا اپنے بعد نبی کی مطلقاً نفی کرنے کے بعد صرف خلفاء کا اثبات فرمانا نبی غیر مستقل کی نفی کا صریح قرینہ ہے۔

حدیث ہفتم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَاءِ کَمَثَلِ قَصْرٍ اُحْسِنَ بُنْیَانُهٗ وَتُرِکَ مِنْهُ مُوْضِعُ لَبِنَةٍ فَطَافَ بِهِ النُّظَّارُ یَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ حُسْنِ بُنْیَانِهٖ اِلَّا مُوْضِعَ تِلْکَ اللَّبِنَةِ فَکُنْتُ اَنَا سَدَدْتُ مُوْضِعَ اللَّبِنَةِ خُتِمَ بِیَ الْبُنْیَانُ وَخُتِمَ بِیَ الرُّسُلُ وَفِیْ رِوَایَةٍ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ

(بخاری و مسلم مشکوۃ باب فضائل النبیﷺ)

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ میری اور سابقہ انبیا کی ایک ایسے محل کی مثال ہے جس کی عمارت اچھی بنائی گئی ہو۔ مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی ہو۔ لوگ اس کے اردگرد گھومتے ہیں اور حسن عمارت پر تعجب کرتے ہیں' مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی دیکھ کر حیران ہوتے ہیں سو میں وہ مبارک اینٹ ہوں جس نے اس جگہ کو پر کیا۔ میری ذات کی وجہ سے نبوت کے محل کی تکمیل ہوگئی ہے۔ بدیں صورت میری ذات پر رسولوں کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ نبوت کی آخری اینٹ میں ہوں اور میں ہی نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں۔

مرزائیوں کا اعتراض

غیر احمدی کہتے ہیں کہ اگر حضورﷺ مبعوث نہ ہوتے تو قصر نبوت وغیرہ مکمل ہو چکا تھا صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی جس کو آپؐ نے آ کر پر کیا مگر ہمارا ایمان ہے کہ اگر

آنحضرت ﷺ پیدا نہ ہوتے تو نظام کائنات نہ بنایا جاتا۔

جواب: مرزائیو! اس دجلہ فریبی کا کیا کہنا کیا خوب رنگ بدلا ہے مگر یاد رہے

بھر رنگ کہ خواھی جامہ مے ہوش

من انداز قدت را می شناسم

لیجئے ہم تمہارا ایمان ظاہر کرتے ہیں مرزا قادیانی اپنی کتاب حقیقۃ الوحی ص ۹۹ پر یوں کہتا ہے۔

لَوْلَا کَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ

ترجمہ: اے مرزا اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمان پیدا نہ کرتا۔ مرزائیو! ذرا انصاف سے بتانا کہ تمہارا حضور ﷺ کے متعلق یہ ایمان ہے یا مرزا علیہ ماعلیہ کے متعلق ذرا سمجھ سوچ کر جواب دینا۔

بحور شعار وفا ھای من ذمر دم ہرس

بمن حساب جفا ھائے خویشتن یاد از

(غالب)

اعتراض: جب نبوت کے محل میں کسی نبی کی گنجائش نہیں رہی تو آخر زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا کس طرح ممکن ہوسکتا ہے؟

جواب: مثلاً اگر کہا جائے کہ مرزا قادیانی اپنے والدین کے گھر میں خاتم الاولاد ہے۔ اور اس کی پیدائش سے قبل ان کا ایک بھائی کسی ملک میں گیا ہوا تھا۔ وہ قادیان میں آ گیا تو اس کے آنے کو کوئی صحیح الدماغ انسان مرزا قادیانی کے خاتم الاولاد ہونے کے منافی نہیں سمجھے گا۔ اس لیے کہ مرزا قادیانی کے بھائی کی پیدائش اس سے پہلے ہو چکی تھی تو جس طرح مرزا کے بھائی کا اس ملک کو چھوڑ کر قادیان میں آنا مرزا کے خاتم الاولاد ہونے کے منافی نہیں ایسے ہی عیسیٰ علیہ السلام کا اس وقت تشریف لانا حضور پرنور ﷺ کی خاتمیت کے منافی نہیں اس لیے کہ ان کو پہلے نبوت مل چکی ہے فقط۔

باقی رہا یہ کمینہ عذر کہ معاذ اللہ مسلمان آنحضرت ﷺ کو اینٹ سے تشبیہ دیتے ہیں سو

مرزائیوں کو یہ بات کہتے ہوئے شرمانا چاہیے اس لیے کہ اگر اس پر کوئی اعتراض ہوسکتا ہے تو وہ حدیث پر نہ کہ اس شخص پر جو اس کو نقل کر رہا ہے حضورؐ کی غرض اس حدیث کے بیان فرمانے سے محض اپنی امت کی تفہیم مقصود ہے مگر مرزائی یہودی صرف ایک وقتی اعتراض کر کے عہدہ برآ ہونا چاہتا ہے' سچ ہے۔

بے حیا باش ہر چہ خواہی مے کن

حدیث ہشتم:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ۔

(بخاری مسلم باب مناقب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ترجمہ: ''اے علی تیرے اور میرے درمیان وہ نسبت ہے جو کہ موسیٰ اور ہارون کے درمیان تھی۔ مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا''

سوال یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان کونسی بات تھی ظاہر ہے کہ وہ نسبت دو امور پر مشتمل تھی ایک قائم مقامی' دوسرے اشتراک فی النبوۃ اب حضرت علی کو انہی دو امور کے متعلق اشتباہ ہوسکتا تھا۔ یعنی قائم مقامی و اشتراک فی النبوۃ حالانکہ حضورؐ کو ایک امر کا اثبات اور ایک کا انقطاع فرمانا مقصود تھا۔ لہٰذا حضورؐ نے یہ خیال فرما کر کہ کہیں حضرت علی یہ نہ سمجھ لیں کہ جس طرح حضرت ہارون حضرت موسیٰ علیہما السلام کے تابع ہو کر نبی تھے۔ ایسا ہی میں بھی حضورؐ کی عدم موجودگی میں آپؐ کا قائم مقام ہوں اور آپؐ کے تابع ہو کر نبی ہوں اس لیے حضور نے ایک امر کا اثبات فرما دیا یعنی قائم مقامی کا اور دوسرے کے متعلق لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کہہ کہ اس نبوت کی نفی کر دی جو کہ حضرت ہارون میں تھی یعنی غیر تشریعی۔

حدیث نہم:

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ

(ترمذی مشکوۃ باب مناقب عمر)

ترجمہ: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔

الف: حضور ﷺ نے یہ قول حضرت عمر کی مدح میں فرمایا ہے اور مقام مدح کا تقاضا یہ تھا کہ اگر آپ کے بعد کسی قسم کی نبوت باقی ہوئی تو آپ حضرت عمرؓ کے لیے اس کا اثبات فرماتے نہ کہ نفی کرتے پس آپ کے مطلقاً نفی فرمانے سے معلوم ہوا کہ آپ کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں آ سکتا۔

ب: اگر حدیث میں نبی مستقل کی قید لگائی جائے اور معنی یہ کیے جائیں کہ اگر میرے بعد کوئی مستقل ہونا ہوتا تو حضرت عمر ہوتا۔ اس صورت میں حضرت عمرؓ کا نبی غیر مستقل ہونا ضروری ہے کیونکہ حضورؐ نے حضرت عمر کو منصب نبوت کے قابل و مستحق بتایا ہے اور نبوت کے ملنے سے مانع صرف نبوت کا ختم ہونا فرمایا ہے پس جب نبوت غیر مستقل ختم نہیں ہوئی تو اس کے ملنے سے کوئی چیز مانع نہیں لہٰذا وہ ضرور نبی ہونے چاہیں حالانکہ وہ نبی نہیں تھے اگر ہوتے تو دعویٰ نبوت ضرور کرتے کیونکہ نبی کے لیے دعوی نبوت کا اخفا قطعاً جائز نہیں۔ جب انہوں نے دعویٰ نبوت نہیں کیا اور نہ ہی اہل اسلام میں سے کسی نے ان کو نبی مانا ہے تو معلوم ہوا کہ وہ نبی نہ تھے۔ تو اب آپ غور فرما سکتے ہیں کہ جو سب سے زیادہ مستحق نبوت اور جس کا مستحق ہونا رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے ثابت ہو اس کو تو نبوت نہ ملے اور منشی غلام احمد قادیانی قادیان میں نبی بن جائے یہ امر عقلاً محال ہے۔

حدیث دہم:

اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلاَ رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

ترجمہ: (ترمذی شریف) یعنی رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے پس میرے بعد کوئی رسول نہ ہوگا۔ اس کی بابت مرزا قادیانی کہتا ہے۔ ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ وحی و رسالت تا قیامت منقطع ہے۔ ازالہ اوہام مطبوعہ لاہور ص ۵۳ نیز آئینہ کمالات میں ص ۳۷۷ پر لکھتا ہے۔ مَا کَانَ اللّٰہُ اَنْ یُرْسِلَ نَبِیًّا بَعْدَ نَبِیِّنَا خَاتِمَ النَّبِیِّیْنَ وَمَا کَانَ یُحْدِثُ سِلْسِلَةَ النُّبُوَّةِ ثَانِیًا بَعْدَ انْقِطَاعِھَا۔ یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے خاتم النبین کے بعد کسی کو نبی کر کے بھیجے اور نہ یہ ہوگا کہ سلسلہ نبوت کو اس کے منقطع ہو جانے کے بعد پھر جاری کرے۔ حمامۃ البشری ص ۳۴ پر مرزا قادیانی لکھتا ہے۔ کہ قَدِ انْقَطَعَ الْوَحْیُ بَعْدَ وَفَاتِہٖ وَخَتَمَ اللّٰہُ بِہِ النَّبِیِّیْنَ بے شک آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ کر دیا ہے اور

حقیقۃ الوحی ص ۶۴ ضمیمہ عربی میں لکھتا ہے وَاِنَّ رَسُوْلَنَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَعَلَيْهِ انْقَطَعَتْ سِلْسِلَةُ الْمُرْسَلِيْنَ تحقیق ہمارے رسول خاتم النبین ہیں اور ان پر رسولوں کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

حدیث یاز دہم:

حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قُلْتُ لِابْنِ اَبِىْ اُوْفٰى اَرَاَيْتَ اِبْرَاهِيْمَ ابْنَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَاتَ صَغِيْراً وَلَوْ قُضِىَ اَنْ يَّكُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِىٌّ لَعَاشَ ابْنُهٗ وَلٰكِنْ لَّا نَبِىَّ بَعْدَهٗ

ترجمہ: اسمٰعیل جو سند میں مذکور ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے ابن ابی اوفیٰ سے دریافت کیا کہ آپ نے حضور پرنور ﷺ کے صاحبزادہ صاحب ابراہیم کو دیکھا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ وہ تو چھوٹے ہی رحلت فرما گئے تھے اور اگر یہ فیصلہ ازل میں ہو چکا ہوتا کہ محمد ﷺ کے بعد کسی کو منصب نبوت عطا ہوگا تو آپ کے صاحبزادے زندہ رہتے ہیں لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا لہٰذا ان کو زندہ نہیں رکھا گیا۔

حدیث دوازدہم:

اَنَا اٰخِرُ الْاَنْبِيَاءِ وَاَنْتُمْ اٰخِرُ الْاُمَمِ

(ابن ماجہ فتنہ دجال ص ۳۰۷)

ترجمہ: میں سب نبیوں کا پچھلا نبی ہوں اور تم تمام امتوں کی پچھلی امت ہو۔

مذکورہ بارہ احادیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مسئلہ ختم نبوت بغیر کسی قسم کی کھینچ تان کے آفتاب نیمروز سے زیادہ تر واضح ہو گیا ہے۔